مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق اس اطلاع کے بعد جو گزشتہ پرچہ میں درج کی گئی تھی۔ آج (۱۸ جولائی) تک کوئی اور اطلاع موصول نہیں ہوئی ؛

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ۱۷ جولائی لاہور سے واپس تشریف لائے۔ اور ۱۸ جولائی کی صبح پھر پالم پور تشریف لے گئے ؛

جامعہ احمدیہ کی مبلغین کلاس میں داخل ہونے والے طلباء کے لئے پرنسپل صاحب جامعہ نے ۲۵ جولائی آخری تاریخ مقرر کی ہے۔ اس تاریخ تک درخواستیں بھیجدی جائیں ؛

مولوی مصباح الدین احمد صاحب چند دنوں سے بعارضہ ٹائیفائڈ فیور بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنے بھائیوں کو چندہ ادا کرنے کی تحریک کرو

"اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ جب تک تم اپنی عزیز ترین اشیاء اللہ جلشانہٗ کے راہ میں خرچ نہ کرو تب تک تم نیکی کو نہیں پا سکتے ؛

مَیں تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے۔ تاکید کرتا ہوں۔ کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے باخبر کرو۔ اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقع ہاتھ آنے کا نہیں۔ کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے۔ کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں۔ بلکہ فقط مالوں کے بقدر استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔ اس لئے ہر ایک شخص تھوڑا تھوڑا جو وہ لنگر اور مدرسہ اور دیگر ضروری کاموں میں دے سکتا ہے دے۔ وہ آدمی جو تھوڑا تھوڑا چندہ دے۔ مگر باقاعدہ۔ اس سے بہتر ہے۔ جو زیادہ دے مگر گاہے گاہے دے" (الحکم ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ارشاد

کارکنانِ بیت المال کا شکریہ ادا کرنے کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ناظر بیت المال سے جائنٹ ناظر صاحبان کے کام کی رپورٹ طلب فرمائی تھی۔ اس کی تعمیل میں ناظر بیت المال کی طرف سے وُہ رپورٹیں جو جائنٹ ناظر صاحبان نے تیار کرکے بھجوائی تھیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور معہ مختصر ریمارکس کے پیش کی گئی تھیں۔ ان رپورٹوں میں ان جماعتوں کے نام درج تھے۔ جنہوں نے اپنے بجٹ مکمل کرکے بھیجے ہیں۔ اور ان جماعتوں کے نام بھی درج تھے۔ جن کے بجٹ آئے ہیں۔ لیکن مکمل نہیں ہیں۔ اور ان سے تکمیل کرائی جارہی ہے۔ نیز ان جماعتوں کے نام بھی درج تھے۔ جن کے بجٹ نہیں آئے۔ یا جن سے کوئی جواب تا حال موصول نہیں ہوا۔۔ خاص طور پر کام کرنے والے دوستوں کا کچھ ذکر بھی ان رپورٹوں میں آگیا تھا۔ اس رپورٹ کے متعلق پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ لکھتے ہیں کہ بعد ملاحظہ حضور نے فرمایا:۔

"ان سب کارکنان کا شکریہ ادا کیا جائے اور یہ بھی فرمایا۔ کہ دو ماہ گزر چکے ہیں۔ کام جتنا ہونا چاہیئے تھا۔ اتنا نہیں ہوا"

ان "سب کارکنان" میں مَیں وُہ دوست بھی شامل سمجھتا ہوں۔ جنہوں نے جائنٹ ناظر صاحبان کی ہدایات کے مطابق اپنے اپنے حلقہ میں کام کیا ہے۔ اور تکمیل تشخیص میں حصہ لیا ہے۔ خواہ وُہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ اور خواہ ابتک ہو رہا ہے:۔ چونکہ ان سب دوستوں کو علیحدہ علیحدہ خط لکھنا مشکل ہے۔ اور بہت سے دوست ایسے بھی ہیں۔ جن کے نام دفتر کو معلوم نہیں۔ کیونکہ وُہ بلا اطلاع اپنی اپنی جگہ پر کام کرتے ہیں۔ اس لئے میں اخبار کے ذریعہ جائنٹ ناظر صاحبان و دیگر جملہ کارکنان کا بہ تعمیل ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ احباب کو خدمت سلسلہ کے لئے کام کرنے کا جوش اور توفیق اس سے بھی زیادہ بخشے۔ آمین۔ نیز جن دوستوں کی طرف سے تا حال تشخیص فارم تشخیص ہو کر نہیں آئے۔ یا جن سے تا حال کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ انہیں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ بہت جلد تشخیص فارم مکمل

۴

سہ ماہی اوّل قریب الاختتام ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عظیم الشان اعلان کے ماتحت جس سے جماعت کے انتظام کی بنیاد اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق قائم کی گئی ہے ہر احمدی کے لئے تین ماہ کے اندر اپنے چندوں کی بے قاعدگی کو دور کر دینا لازمی ہے یعنی اگر کسی ماہ میں چندہ کی ادائگی میں فرق پڑ گیا ہو۔ اور کوتاہی ہو گئی ہو۔ تو تین ماہ کے اندر اسے پورا کر دیا جائے۔

احباب ہوشیار ہو جائیں

چندہ کشمیر کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

کا

تازہ ارشاد

موجودہ نازک وقت میں تحریک کشمیر کے لئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔ ہر احمدی جماعت اور ہر احمدی فرد کا یہ فرض ہے۔ کہ اس طرف توجہ کرے۔ اسوقت کم و بیش تین ہزار روپیہ ماہوار کی ضرورت ہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام جماعتیں ہر قسم کی سستی کو چھوڑ کر نہ صرف اپنے آدمیوں سے بلکہ دوسروں سے بھی جو تحریک کشمیر کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہوں چندہ لینے میں پوری پوری کوشش اور تندہی سے کام لیں گی۔ تحریک کشمیر کے سلسلہ میں یہ ایک خاص وقت ہے اور خاص توجہ چاہتا ہے:۔ فقط۔ والسّلام۔

خاکسار میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح

چندہ کشمیر کے متعلق احمدی احباب کی کوشش

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں میاں احمد دین صاحب زرگر مظلومانِ کشمیر کی امداد کے لئے گاؤں بہ گاؤں پھر کر چندہ وصول کر رہے ہیں۔ ان کے متعلق متعدد بار اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اس کام میں احباب ان کی ہر ممکن امداد کریں حال کے دَورہ میں ان کے ساتھ جن جماعتوں نے تعاون کرتے ہوئے چندہ کشمیر وصول کرایا ہے۔ ان کے متعلق انہوں نے ایک رپورٹ دی ہے۔ جسے من وعن تو عدم گنجائش کی وجہ سے شائع نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان تمام احباب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور نہایت ادب سے ان کے لئے دعا کی درخواست کی جاتی ہے

فہرست چندہ حسب ذیل ہے:۔

سید محمد طفیل شاہ صاحب گوجرہ ۳۰۔ مستری عطاء الرحمٰن۔ میاں اللہ بخش لوہار و امیر جماعت بھیرہ و محمد حیات پراچہ۔ ان احباب کی سعی سے ۵۵ مولوی عطا محمد صاحب جہلم ۱۴/-۔ چوہدری فضل الٰہی و حاجی احمد صاحبان کھاریاں ۳۰۔ جادا ضلع جہلم دو روپے ۸ آنے۔ شیخ نذر محمد و میاں دوست محمد صاحبان چنیوٹ ۱۴/-۔ بابو محمد عالم چوہدری غلام حسین۔ میاں ناصر احمد۔ چوہدری محمد حسین و شیخ مولا بخش صاحبان جھنگ مگھیانہ ۲۵۔ چک ۵۶۵ و چک ۵۶۳ - ۵۵۔ جماعت شیخوپورہ بذریعہ پریزیڈنٹ صاحب ۶۔ چوہدری نقیر اللہ صاحب چک ۲۱۵ - ۸/-۔ جماعت جڑانوالہ ۲۔ چوہدری غلام سرور صاحب چک ۵۵ - ۸/-۔ جماعت ملکوال بذریعہ سیکرٹری تبلیغ ۲۔ جماعت احمدی پور متصل جہلم ۵۔ کالا ضلع جہلم ۳۰۔ بابو غلام سرور صاحب منڈی تاندلیانوالہ ۸۔ جماعت تلیان پور بذریعہ سکرٹری صاحب ۸۔ ماسٹر اللہ بخش صاحب موضع سیال ۴/- علاقہ سمندری ضلع لائلپور بذریعہ چوہدری عطا محمد صاحب ۲۸۔ چوہدری محمد حنیف صاحب چک ۲۲۶ - ۸/-۔ جماعت خوشاب بذریعہ ملک ہدایت اللہ صاحب ۱۷۔ شاہ پور بذریعہ تصدق حسین عطاء اللہ۔ گل محمد صاحبان ۲۲۔ مولوی مہر الدین و اہلیہ صاحبہ چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب بھلوال ۷۔ جماعت سرگودھا بذریعہ بھائی تصدق حسین صاحب و حافظ عبد العلی صاحب وکیل ۳۷۔ روپے:۔ خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان

موجودہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی ۳۱- جولائی ۱۹۳۳ء کو ختم ہوتی ہے جس قدر چندے وصول ہو چکے ہوں۔ وُہ اس ماہ میں سب کے سب داخل کرا دیئے جائیں۔ اگر غلہ جمع شدہ پڑا ہو۔ تو فروخت کرکے قیمت بھجوا دی جائے۔

بقائے دار دوست

احباب اپنے بقایوں کی ادائگی کا انتظام جس طرح ہو۔ اسی ماہ میں ضرور کریں۔ تاکہ پہلی سہ ماہی کی رپورٹ میں ان کا نام بقایا داروں کی فہرست میں درج ہو کر دفتر بیت المال میں نہ پہنچے:۔ ناظر بیت المال۔

۴ کرکے ارسال کر دیں۔ تاکہ آئندہ رپورٹ میں ان کا نام بجٹ بھیجنے والوں کی لسٹ میں آسکے۔ اور حضور کی خاص دعاؤں میں شامل ہو سکیں۔ ناظر بیت المال

50

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

ہندو ریاستیں اور مظلوم ریاستی مسلمان

شمالی ہند میں اسلامی سلطنت قائم کرنے کا بے بنیاد الزام

مسلمان ریاستی رعایا کی حالت زار

ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی جو حالت زار ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ نہ صرف انہیں ریاستی ملازمتوں میں مناسب حصہ نہیں دیا جاتا۔ نہ کسی کاروبار کے متعلق سہولتیں بہم پہنچائی جاتی۔ اور حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ بلکہ ہر رنگ میں جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا۔ اور غلاموں کی سی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مسلمان بیچارے اس قدر مظلومیت اور بے کسی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کہ ریاست کا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ کارندہ بھی ان کے لئے بلائے بے درماں کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ جو کچھ کرے۔ اس کی کوئی داد فریاد نہیں ہوتی۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ بالا دست اور صاحب اختیار کارندے مسلمانوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔ اور ان کی نگاہ میں مسلمانوں کی کیا حیثیت ہے:۔

مسلمانوں کی بیداری

چونکہ ایک طرف تو ہندو ریاستوں میں مسلمانوں پر تشدد حد سے زیادہ کیا جاتا ہے۔ اور دوسری طرف عام بیداری کے تحت مسلمانوں میں بھی عزت نفس کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے وہ تشدد کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے اپنے حقوق کی طرف متوجہ ہو رہے۔ اور انصاف طلب کر رہے ہیں:۔

ہندو ریاستوں کا رویّہ

مگر یہ بات ہندو ریاستوں کے لئے ناقابل برداشت ہو رہی ہے۔ ان کے نزدیک وہ مسلمان جو محض ذلت و رسوائی کی زندگی بسر کرنے۔ اور ہندوؤں کی غلامی میں رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس بات کے قطعاً مستحق نہیں ہیں۔ کہ ان کی آواز کی طرف توجہ کی جائے۔ اور انہیں انسانی حقوق دیئے جائیں اس لئے انتہائی کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو انہیں جائز حقوق سے محروم رکھا جائے۔ اور پہلے کی طرح ہی ذلت و رسوائی کی حالت میں رہنے پر مجبور کر دیا جائے:۔

ریاست کشمیر کی مثال

اس کے لئے جن اندرونی ریشہ دوانیوں اور چالبازیوں کا مسلمانوں کو شکار بنایا جا رہا ہے۔ اس کی بالکل واضح مثال کشمیر میں مل سکتی ہے۔ جہاں باوجود مسلمانوں کے مطالبات میں سے چند ایک کی معقولیت تسلیم کر لینے۔ اور ان کو پورا کرنے کا وعدہ کرنے کے ہنوز روز اول کا ہی معاملہ ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ بعض غدار اور قوم فروش مسلمانوں کو اس لئے کھڑا کر دیا گیا ہے۔ کہ اندرونی الجھنیں پیدا کر کے مسلمانوں کو آپس میں دست و گریباں کرائیں۔ اور انہیں اس بات کی مہلت ہی نہ دیں کہ ریاست کو اپنے مواعید پر عمل کرنے کے لئے مجبور کر سکیں

اسلامی سلطنت کا ہوّا

ایک صاحب اقتدار۔ اور ہر قسم کے ساز و سامان رکھنے والی حکومت کے لئے عرصہ مدید کی مظلوم و بے کس قوم کو مشکلات و مصائب میں مبتلا کر کے حقوق طلبی کی راہ سے ہٹانے کی کوشش کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ وہ ہزاروں قسم کی روکاوٹیں پیدا کر سکتی ہے۔ اور ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کے متعلق ایسا ہی کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں حکومت برطانیہ کی معاملہ فہمی۔ اور انصاف پسندی ہی مسلمانوں کے آڑے آسکتی ہے۔ اور وہ اسے اپنی مظلومیت کی الم ناک داستان سنا کر دادرسی کے خواہاں ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی طرف سے نہایت عیاری کے ساتھ اس رستہ کو بھی مسدود کر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور وہ ہی سرحد پار کی اسلامی آبادیوں کا ہوّا جسے پیش کر کے برطانوی ہند کے مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش ہندو لیڈر ایک عرصہ سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اب ہندو ریاستوں کے متعلق بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ تا کہ حکومت برطانیہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ہندو ریاستوں کو مسلمان رعایا پر تشدد کرنے کی کھلی اجازت دیدے:۔

سابق مہاراجہ الور کا بیان

چنانچہ سابق مہاراجہ الور نے جو اپنی مسلمان رعایا کے مصائب اور آلام کو دور کرنے کی بجائے اپنے ہندو مشیروں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ان میں روز بروز اضافہ کرتے رہے۔ اور ہندو مہاسبھا۔ اور کانگرس کے مسلم آزار لیڈروں کے مشوروں اور امداد پر بھروسہ کرتے ہوئے ظلم و ستم میں بڑھتے گئے۔ ریاست سے نکالے جانے کے بعد لنڈن پہونچکر سب سے پہلے جو کام کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مسلمانان ہند کے خلاف اہل برطانیہ کو ایک بہت بڑی غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اخبارات کے نمائندوں کو جو پہلا انٹرویو دیا۔ اس میں بیان کیا۔ کہ:۔

"شمالی ہندوستان کے پان اسلامک مسلم لیڈر افغانستان صوبہ سرحد۔ اور پنجاب وغیرہ کو ملا کر ہندوستان کے شمالی حصہ میں ایک زبردست اسلامی سلطنت قائم کر لینا چاہتے ہیں۔ اور میری معزولی بھی انہی پان اسلامک لیڈروں کی منظم سازش کا نتیجہ ہے"

اسی کی مزید تشریح کرتے ہوئے مہاراجہ نے کہا:۔

"میری جلاوطنی شمالی ہند کے مسلمانوں کی منظم کوشش کا ہی نتیجہ ہے۔ میرے خلاف سازش میں افغانستان۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ اور پنجاب کے مسلمانوں کا ہاتھ ہے"

بے بنیاد الزام

مہاراجہ صاحب کے پاس اگر اس بارے میں کوئی ایسا ثبوت ہوتا۔ جسے معقولیت کی دنیا میں پذیرائی کا درجہ حاصل ہو سکتا۔ تو وہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید کے مصداق نہ بنتے۔ اور ریاست سے بدر کئے جانے کے بعد یہ اعلان نہ کرتے۔ بلکہ اسی وقت حکومت ہند کے سامنے اسے پیش کر دیتے۔ جب بھاگے بھاگے وائسرائے ہند سے ملاقات کرنے کے لئے کبھی دہلی۔ اور کبھی شملہ جاتے تھے۔ اور اس طرح نہ صرف اپنی حکمرانی کو محفوظ کر لیتے۔ بلکہ حکومت ہند کی بہت بڑی خدمت سرانجام دیکر اس کے منظور نظر بھی بن جاتے۔ اور اگر گورنمنٹ ہند اس نہایت اہم خطرہ کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔ جس کی وجہ سے نہ صرف پنجاب ایسا زرخیز صوبہ اس کے ہاتھ سے جا رہا تھا۔ بلکہ "ہندوستان کے شمالی حصے میں ایک زبردست اسلامی سلطنت قائم" ہو رہی تھی۔ تو حکومت برطانیہ کو آگاہ کر دیا جاتا۔ تا کہ وہ اس کا انسداد کر سکتی۔

لیکن اس وقت تو مہاراجہ صاحب نے مسلمانوں کی اس منظم کوشش کا کوئی ذکر نہ کیا۔ اب جبکہ معزولی کا پروانہ لے کر لنڈن پہنچ چکے ہیں۔ یہ رونا رونے لگے ہیں۔ اور کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اہل برطانیہ کو ایک بے بنیاد خطرہ کا خوف دلا کر مسلمانان ہند کے خلاف کھڑا کر دیں۔ اور خاص کر ہندو ریاستوں کی مظلوم مسلمان رعایا جن مظالم کا شکار ہو رہی ہے۔ ان کی طرف متوجہ نہ ہونے دیں ؎

مہاراجہ کی غلط فہمی

لیکن مہاراجہ بہادر کو قطعاً اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے کہ برطانوی مدبر اور سیاستدان اس قدر ناواقف ہیں کہ ہندوستان کے شمالی حصہ میں قائم ہونے والی ایک زبردست اسلامی سلطنت جو مہاراجہ صاحب کو نظر آ گئی ہے۔ وہ ان کی نگاہ سے پوشیدہ ہے۔ اور نہ یہ سمجھنا چاہیے۔ کہ وہ ایسا دہ لوح ہیں۔ کہ مہاراجہ جیسے آوارہ گرد لوگوں کی باتوں میں آ جائیں۔

ہندو اخبار مہاراجہ الور کی تائید میں

مہاراجہ الور نے لنڈن میں جو کچھ کہا ہے۔ ہندو اخبارات ہندوستان میں اسے بڑی سرگرمی سے دوہرا رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" (۱۲۔ جولائی) لکھتا ہے:۔

"لنڈن پہونچنے کے بعد مہاراجہ الور نے پریس کو جو انٹرویو دیا ہے۔ اس میں نہایت واضح۔ اور غیر مبہم طور پر اعلان کر دیا ہے کہ ریاست الور میں جو کچھ ہوا۔ وہ شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کی سازش کا نتیجہ تھا۔ اور انہیں ریاست سے نکلوانے کے لئے ایک منظم کوشش کی گئی تھی"۔

"ملاپ" نے اس میں یہ بھی اضافہ کیا ہے۔ کہ

"ہندو والیان ریاست کے خلاف اس قسم کی اسلامی سازش کے متعلق پہلے ہی بہت کچھ لکھا۔ اور سنا جا چکا ہے۔ اور یہ کوئی لکی چھپی بات نہیں۔ کہ ہندو والیان ریاست ایک زبردست اسلامی سازش سے دوچار ہیں۔ جس سے عہدہ برآ ہونا ان کے لئے اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک کہ گورنمنٹ ہند اپنے علاقہ میں سختی سے اس سازش کا خاتمہ نہ کر دے"۔

گورنمنٹ ہند اور "اسلامی سازش"

سابق مہاراجہ الور کے انٹرویو۔ اور "ملاپ" کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جہاں وہ مسلمانوں پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ انہوں نے شمالی ہند میں ایک زبردست اسلامی سلطنت قائم کرنے کی سازش کر رکھی ہے۔ وہاں وہ گورنمنٹ ہند کو بھی اس سازش میں شریک بتاتے ہیں۔ ان کے نزدیک گورنمنٹ ہند نہ صرف اپنے علاقہ میں سختی سے اس کھلی سازش کا خاتمہ کرنے میں لاپرواہی کا اظہار کر رہی ہے۔ بلکہ بالفاظ "ملاپ" "یکے بعد دیگرے ہندو والیان ریاست کو تخت و تاج سے محروم کرنے کے لئے شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے جو سازشیں کی گئی ہیں"۔ ان کو کامیاب بنا رہی ہے۔ کیونکہ "ان سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لئے گورنمنٹ چھوٹی انگلی کو بھی حرکت دینے کے لئے تیار نظر نہیں آتی"۔

جو لوگ معقولیت سے اس درجہ عاری ہوں۔ کہ ایک اعلیٰ پایہ کی منظم حکومت کو اپنے خلاف سازش میں ممد و مددگار قرار دیتے ہوئے ذرا نہ شرمائیں۔ ان کی طرف سے مسلمانوں پر جو بھی الزام لگایا جائے۔ اس کی لغویت کے متعلق کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

محکمہ آبپاشی اور مسلمان

اریگیشن ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں چھ ریسرچ اسسٹنٹوں اور کچھ کلرکوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ ریسرچ اسسٹنٹوں کے لئے تو اشتہار دیا گیا ہے۔ لیکن کلرکوں کے متعلق ایسا نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ جن ہندوؤں کو اس محکمہ پر تصرف حاصل ہے۔ وہ اپنے طور پر جنہیں چاہیں۔ ان اسامیوں پر مقرر کرا دیں۔ اور اس طرح ملازمت کے خواہشمند مسلمانوں کی حق تلفی کے مرتکب ہوں۔ محکمہ کے اعلیٰ افسروں کو چاہیئے۔ کہ اس بات کو خاص طور پر مدنظر رکھیں۔ اور مسلمان نوجوانوں کو کلرکی کی ان اسامیوں پر مقرر کریں ؎

اسی طرح یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اسسٹنٹ ریسرچ کے عہدہ پر بھی مسلمانوں کو متعین کیا جائے۔ اب تک جتنے ریسرچ اسسٹنٹ بھرتی کئے گئے ہیں۔ وہ سب کے سب ہندو ہیں۔ اور ڈائرکٹر کے سوا تمام سینئر سٹاف بھی ہندو ہے۔ چونکہ اس محکمہ میں مسلمانوں کو اس وقت تک داخل ہونے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ اور حکومت بارہا ان محکموں میں جہاں مسلمان بالکل نہیں۔ یا بہت کم ہیں۔ مسلمانوں کو ملازمتیں دینے کے وعدے کر چکی ہے اس لئے ضروری ہے۔ کہ ان اعلان کردہ چھ اسامیوں پر مسلمانوں کو ہی بھرتی کیا جائے۔ ایسے مسلمان نوجوانوں کی کمی نہیں۔ جو اس عہدہ سے متعلق ضروری ڈگری اور قابلیت رکھتے ہیں ؎

دعا سے روزہ کا تعلق

گاندھی جی نے حال کے برت کے بعد سب سے پہلا جو مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"برت کے بغیر کوئی پرارتھنا نہیں ہو سکتی۔ خواہ برت کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو" (پرتاپ ۹۔ جولائی)

برت یعنی روزہ کے بغیر پرارتھنا یعنی دعا کی بالکل نفی تو درست نہیں۔ اور گاندھی جی کا اپنا عمل ان کے اس قول کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ بارہا انہوں نے برت رکھے بغیر پرارتھنا کی۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ دعا کا روزہ سے بہت بڑا تعلق ہے۔ اور روزہ دعا کی قبولیت میں خاص دخل رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جہاں مسلمانوں کے لئے سال میں ایک ماہ روزے رکھنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی روزہ کی برکات اور اس کے فوائد کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔ کہ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ کہ جب روزہ دار میری خاطر روزہ رکھے۔ اور مجھے پانے کے لئے بے تابی کا اظہار کرے۔ تو اسے معلوم ہو۔ کہ میں اس کے پاس ہی ہوں۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ جب وہ کوئی دعا کرے۔ تو میں اسے قبول کرونگا۔

گویا روزہ کی حالت میں جو دعا کی جائے۔ وہ قبولیت کے بہت زیادہ قریب ہوتی ہے۔ کوئی انسان روزہ سے متعلق ضروری امور پورے نہ کرے۔ اور اس وجہ سے قبولیت دعا سے محروم رہ جائے۔ تو اور بات ہے۔ ورنہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ وہ پکارنے والے کی پکار ضرور سنتا ہے۔ اور قبولیت دعا کا یہ خاص موقعہ عطا کرنے کے لئے مسلمانوں پر رمضان المبارک کے روزے فرض کئے گئے ہیں ؎

گاندھی جی کا برت بھی چونکہ عجیب وغریب ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ پرارتھنا کو بھی انہوں نے عجیب رنگ میں وابستہ کیا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ پرارتھنا کی ہر انسان کو ضرورت ہے یا صرف گاندھی جی کو۔ اگر ہر انسان پرارتھنا کا محتاج ہے۔ ادھر گاندھی جی کے نزدیک "برت کے بغیر کوئی پرارتھنا نہیں ہو سکتی"۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جس دھرم کے وہ شیدائی ہیں۔ اس نے اپنے تمام پیروؤں کو برت رکھنے کا حکم نہیں دیا۔ حتیٰ کہ گاندھی جی جس رنگ میں برت رکھتے ہیں۔ اس کا بھی انکے دھرم میں کوئی ذکر نہیں پایا جاتا ؎

اتنے اہم امر کے متعلق اغماض برتنے والے مذہب کو بھی اگر گاندھی جی اپنے گلے سے چمٹائے رکھیں۔ تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ مذہب کے بارے میں وہ ان لوگوں کی اندھا دھند تقلید کر رہے ہیں۔ جن کے ہاں ان کی پیدائش ہوئی۔ اور اس بارے میں وہ غور و فکر سے کام لینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے ؎

ایک ایسا شخص جو اہل ہند کو کامل آزادی دلانے کا مدعی ہو۔ جو برطانوی حکومت کے ماتحت رہنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہو۔ مذہبی لحاظ سے اس کا علم و عقل کے خلاف پابندیوں میں پڑا رہنا۔ اور دقیانوسی خیالات کے ماتحت زندگی بسر کرنا بے حد حیرت انگیز امر ہے کاش گاندھی جی جسمانی آزادی حاصل کرنے سے قبل اپنی روح کی آزادی کی کوشش کریں۔ اور مردہ دھرم کو چھوڑ کر زندہ اسلام اختیار کریں ؎

اسلام پر اعتراضات کے جواب

اہلِ قرآن اور احادیث نبوی

احادیث کی ضرورت

قرآن مجید تمام مسلمانوں کے لئے ایک مشترک الہامی کتاب ہے جس کے منجانب اللہ ہونے اور ہدایت اور دلائل کے لحاظ سے کامل ہونے میں کسی مسلمان کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور پھر ہمارا یہ بھی یقین ہے۔ کہ احادیث نبویؐ قرآن مجید کے لئے بطور تفسیر کے ہیں۔ یعنے جو باتیں قرآن مجید میں مجمل طور پر مذکور ہیں۔ ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر کرکے دکھا دیا۔ ہاں ہم کوئی ایسی بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ جسے حدیث کہا جاتا ہو لیکن وہ قرآن کریم کے خلاف ہو۔ اس استثنا کے ساتھ ہمارا یہ دعوٰی ہے۔ کہ احادیث شریفہ کا ماننا بھی از حد ضروری ہے۔ اور اہل قرآن کا یہ کہنا۔ کہ ہمیں حدیث کی ضرورت نہیں۔ اور ہم صرف وہی باتیں مانیں گے۔ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ عقل و دانش سے کوسوں دور ہے۔ اگر کوئی حدیث قرآن مجید کے خلاف کچھ کہتی ہو۔ تو ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کو مقدم کرے۔ اور ایسی حدیث کو چھوڑ دے لیکن جبکہ جو کچھ قرآن مجید اجمال سے کہتا ہے حدیث اس کو ذرا وضاحت سے کہہ دیتی ہے۔ تو پھر حدیث کا انکار محض عقل و دیانت سے دشمنی کا ثبوت بہم پہنچانا نہیں تو اور کیا ہے؟

پس اہل قرآن کا یہ کہنا۔ کہ وحیٔ الٰہی صرف قرآن مجید تک محدود ہے۔ احادیث میں اس کا دخل نہیں۔ ہرگز درست نہیں۔ قبل اس کے کہ میں چند ایک باتیں ایسی پیش کردوں جن کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے۔ اور ان کی تفصیل نہیں بتائی۔ میں اہل قرآن کے دو دلائل کو رد کرنا چاہتا ہوں۔ جو وحی کے صحف قرآن ہونے پر دیا کرتے ہیں؛

اہل قرآن کی ایک دلیل

ایک بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ قل اوحی الیّ ھٰذا القراٰن لانذرکم بہٖ یعنے اے محمدؐ تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ میری طرف یہ قرآن اس لئے وحی ہوا ہے۔ کہ میں اس کے ذریعہ تم کو خوف دلاؤں۔ چونکہ قرآن مجید کے ساتھ وحی کا لفظ مذکور ہے اس لئے معلوم ہوا۔ کہ وحی صرف قرآن مجید تک محدود ہے۔ اس رکیک دلیل کا جواب یہ ہے۔ کہ اس آیت کریمہ میں صرف اس قدر ذکر ہے۔ کہ قرآن مجید وحی الٰہی کا نتیجہ ہے۔ اور اس سے ہمیں کب انکار ہے۔ لیکن اس جگہ یہ کہاں آیا ہے کہ احادیث میں وحی نہیں۔ اس کی مثال قرآن مجید کی ایک آیت میں موجود ہے۔ سورۂ یوسف میں آیا ہے۔ قال انا یوسف وھٰذا اخی حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ میں یوسف ہوں۔ اور یہ میرا بھائی ہے۔ جس طرح ھٰذا القراٰن کہا گیا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اس جگہ ھٰذا اخی کہا گیا۔ پھر کیا بقول اہل قرآن اس جگہ یہ معنے کئے جائیں گے۔ کہ میں یوسف ہوں۔ اور یہی میرا بھائی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ حالانکہ یوسف علیہ السلام کے تو دس اور بھائی بھی تھے۔ جنہیں مخاطب کرکے انہوں نے یہ کہا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ ھٰذا القراٰن کے یہ معنے نہیں۔ کہ صرف یہی قرآن وحی ہے۔ بلکہ صرف یہ مقصود ہے۔ کہ قرآن مجید بھی وحیٔ الٰہی ہے۔

دوسری دلیل

دوسری دلیل اہل قرآن یہ دیا کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کو کامل کہا گیا ہے۔ اگر بعض احکام ہم قرآن مجید میں نہ پائیں۔ تو اس سے اس کا کمال ٹوٹتا ہے۔ اور اس کو ناقص ماننا پڑتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کے مطلق کمال کے تو اہل قرآن بھی قائل نہیں۔ کوئی نہ کوئی قید ضرور لگائیں گے۔ اس لئے ہمارا بھی حق ہے۔ کہ ہم کوئی حد تجویز کریں۔ اور وہ حد ہدایت اور دلائل کے لحاظ سے کامل ہونا ہے۔ اور یہ بات کہ قرآن مجید کو احکام کی تفصیلات کے لحاظ سے کامل کہا جائے۔ درست نہیں مثلاً قرآن مجید میں آتا ہے۔ واتوا الزکوٰۃ کہ اے لوگو زکوٰۃ دو۔ اب یہ کہ زکوٰۃ کیا چیز ہے۔ کتنی دینی چاہیئے۔ کس کو دینی چاہیئے اس کا قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں۔ قرآن مجید میں احکام کی تفصیلات ڈھونڈنے والے بتائیں۔ کہ اس پر عمل کس طرح ہوسکتا ہے؟

اسی طرح آیا ہے۔ لا تصل علی احد منھم مات ابدًا۔ کہ تو مشرک کا جنازہ مت پڑھ۔ معلوم ہوا۔ کہ مومن کا جنازہ پڑھنا ضروری ہے۔ اب بتایا جائے۔ کہ اس صلوٰۃ کی دوسری جگہ قرآن میں کہاں تفصیل ہے۔ اور ہم نماز جنازہ کس طرح پڑھ سکتے ہیں؟

قرآن کے علاوہ دوسری وحی

حقیقت یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آتی تھی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا یعنے جس بات کا تمہیں رسول حکم دے۔ اس کی تعمیل تمہارے لئے ضروری و لابدی ہے۔ یہ وہی احکام ہیں۔ جو احادیث میں مذکور ہیں۔

اگر قرآن مجید کے علاوہ حضور علیہ السلام پر کوئی وحی نہ آتی تھی۔ تو کیا اہل قرآن یہ بتانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ خدا تعالےٰ جو قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ واذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہٖ ویقطع دابر الکافرین (انفال رکوع ۱) کہ اے مسلمانو! کیا تم کو وہ وقت یاد ہے جبکہ اللہ نے تم سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ تم کو ضرور دو گروہوں میں سے ایک گروہ سے دوچار ہونا ہوگا۔ تمہاری تو خواہش تھی۔ کہ معمولی حیثیت کا لشکر تمہارے مقابلہ میں آئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کا منشا یہ تھا۔ کہ وہ حق کو حق کر دکھائے۔ اور کافروں کی جڑوں کو کاٹ ڈالے۔ (یعنے خدا تعالےٰ تم کو بہت بڑے لشکر پر فتح دے کر نصرت الٰہی کا ثبوت دینا چاہتا تھا)

اس آیت میں صاف ذکر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے کسی فوج کے ساتھ مقابلہ اور اس پر فتحمندی کا وعدہ کیا تھا لیکن اس وعدہ کا قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوگیا کہ قرآن کے علاوہ بھی خدا تعالےٰ کی وحی ہوتی تھی۔ اور قرآن مجید پر ایمان لانے کے باوجود حدیث رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ ہاں حدیث قرآن مجید کی خادم ہے؛

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

واذ اسرّ النبیّ الی بعض ازواجہٖ حدیثا فلما نبّأت بہٖ واظھرہ اللہ علیہ عرّف بعضہ واعرض عن بعض فلما نبّأھا بہٖ قالت من انبأک ھٰذا قال نبّأنی العلیم الخبیر (تحریم رکوع ۱)

یعنے جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی بھید اپنی بیوی کے پاس امانت رکھا۔ تو اس بیوی نے راز فاش کردیا خدا تعالےٰ نے اپنے رسول کو اس بھید کے فاش ہونے کی خبر دے دی۔ تو حضور نے اپنی بیوی سے اس کے متعلق پوچھا۔ لیکن کچھ بات کہی۔ اور کچھ پردۂ راز میں رکھی۔ اس بیوی نے پوچھا۔ کہ آپ کو اس معاملہ کی کس طرح خبر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے علیم و خبیر خدا نے سب کچھ بتایا ہے۔

اس آیت کریمہ سے بھی صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔

کہ خدا نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ وہ اظہار خداوندی کہاں ہے۔ قرآن مجید میں مذکور ہونے کے متعلق تو جواب نفی میں ہے۔

پس معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسی وحی بھی نازل ہوئی۔ جو قرآن مجید میں درج نہیں۔ بلکہ وہ حدیث کے رنگ میں ہمارے سامنے آئی ہے۔ جس پر عمل کرنا ضروری ہے

اب میں وہ دلائل پیش کرتا ہوں۔ جو اسلام کے ان احکام کو ثابت کرتے ہیں۔ جنکا قرآن مجید میں ذکر نہیں۔ حالانکہ وہ بہت ضروری احکام ہیں

رسول کریمؐ کے فرمودہ احکام

ہر نماز کے وقت اذان دینا اہل قرآن کو مسلم نہیں کیوں اس لئے کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں موجود نہیں۔ جس تواتر کے ساتھ قرآن مجید پہنچا ہے۔ اسی تواتر کے ذریعہ اذان پہنچی ہے اب اگر ہم باوجود تواتر کے اذان کو ترک کر دیں گے۔ تو قرآن مجید کی صداقت کا بھی کوئی ثبوت ہمارے ہاتھوں میں نہ رہیگا لیکن اگر تواتر کی وجہ سے ہم قرآن مجید کے متعلق مانتے ہیں۔ کہ یہ وہی صحیفہ ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اترا۔ تو لازماً تواتر کی وجہ سے ہم کو اذان بھی ماننی پڑے گی۔ اور اذان کا ماننا قرآن مجید کے کمال فی الاحکام کو جس کے اہل قرآن مدعی ہیں۔ توڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو احکام متفقہ طور پر تواتر سے ہم تک پہنچے ہیں۔ وہ ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی حکم بغیر حکم الٰہی کے نہیں دیا پس نمازوں کا پانچ ہونا۔ ان کی فرض و رکعات کا سترہ ہونا۔ اذان کے کلمات عیدین۔ اور ارکان حج وغیرہ تمام اصول دین۔ اور احکام ضروریہ تواتر سے ثابت ہیں۔ اور چونکہ تواتر کے ذریعہ ہی ہم نے قرآن مجید کو تسلیم کیا ہے۔ اس لئے تمام وہ احکام جو قرآن مجید سے تواتر کے ذریعہ ثابت ہوں گے۔ وہ ضرور قابل تسلیم ہوں گے۔ خواہ ان کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو۔

قومی تواتر

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔ یعنی تم دنیا میں چل پھر کر دیکھ سکتے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔ اسی طرح فرمایا وارسلنا نوحاً الی قومہ۔ اسی طرح مختلف انبیاء کے واقعات اور ان کی قوموں کی تکذیب کے واقعات اور ان کے نتائج قرآن مجید نے بیان کئے ہیں۔ ان سب کی بنا قومی تواتر پر ہے۔ اسی تواتر کی وجہ سے اللہ تعالےٰ کی حجت کفار مکہ پر پوری ہوئی۔ پس جس طریق سے خدا تعالےٰ نے مشرکین مکہ کو ملزم کیا۔ اسی طریق سے اہل قرآن کو ان احکام کے متعلق جو تواتر سے ہم تک آئے۔ ہم ملزم کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید کی عملی تفسیر

قرآن مجید ایک کتاب ہے۔ جس کے الفاظ کا مفہوم بغیر کسی قائل کے سمجھ میں نہیں آسکتا۔ مثلاً ذھب۔ قال خبز عنب ایسے افعال اور اسماء ہیں۔ جن کا مطلب بغیر کسی کے بتائے ہم سمجھ نہیں سکتے۔ پس جس طرح الفاظ کے لئے اہل لغت کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اگر نئی اصطلاحوں کا مفہوم معلوم کرنے کے لئے ہم کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت پیش آئے۔ تو اس سے قرآن مجید کے کمال پر کوئی دھبہ نہیں آتا۔ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ کا مفہوم اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے عمل سے بتائیں۔ تو باوجود اس کے کہ وہ بہت سی ایسی تفاصیل اپنے اندر رکھتا ہو۔ جو قرآن مجید میں نہیں۔ پھر بھی ہم ان تفاصیل کو حکم الٰہی سمجھیں گے۔ لیکن اگر محض صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے الفاظ کا قرآن مجید میں آنا۔ اور ان کی عملی تفسیر کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ظاہر ہونا قرآن مجید پر دھبہ ہے۔ تو قال۔ ذھب الفاظ کا قرآن مجید میں آنا۔ اور ان کا مطلب اہل عرب سے پوچھنا زیادہ کمال پر دھبہ ہوگا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی تفسیر کرنے سے قرآن مجید پر کوئی دھبہ نہیں آتا۔ کیونکہ آپ کے بارہ میں خود قرآن مجید میں آتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ یعنے حضور تمام لوگوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

احادیث میں پیشگوئیاں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث صرف احکام پر مبنی نہیں۔ بلکہ ان میں پیشگوئیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً مہدی کے ظہور کے علامات میں بیان کیا گیا ہے۔ ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا۔ کہ مہدی کے زمانہ میں اونٹ سواری کے لحاظ سے بیکار ہو جائیں گے۔ یعنے ان سے زیادہ تیز رفتار سواری کے نکل آنے کی وجہ سے اتنا کام نہ لیا جائے گا۔ جتنا کہ پہلے لیا جاتا۔ اسی طرح یہ کہ مہدی کے زمانہ میں چاند اور سورج ہر دو کو رمضان کے مہینے میں گرہن لگے گا۔ اسی طرح قسطنطنیہ کی فتح۔ مدینہ و مکہ میں طاعون کا نہ آنا۔ اور طاعون کا بطور عذاب قوموں پر پڑنا وغیرہ ادھر قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ یہ قاعدہ بیان فرماتا ہے کہ فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنے آئندہ کی خبریں جو قیاس سے معلوم نہ ہو سکتی ہوں۔ سوائے انبیاء کے اور کوئی نہیں بتا سکتا پس احادیث میں پیشگوئیوں کا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بھی وحی الٰہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ گو وہ ظاہر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے الفاظ ہوں۔ ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کہ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ ہرگز قائم نہیں رہتی۔

پس یہ غلط ہے۔ کہ ہم صرف قرآن مجید پر ہی عمل کریں گے اور احادیث کی ہمیں ضرورت نہیں۔ ہاں وہی حدیث قابل اعتبار ہے۔ جس کا مفہوم قرآن مجید کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کے خلاف کہنے والی حدیث حدیث نبوی نہیں ہو سکتی۔

خاکسار عطاء الرحمٰن مولوی فاضل عفی عنہ

ذکر و فکر

لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

اے عزیز جنت خواہ مومن کو دنیا میں ملے۔ یا آخرت میں۔ اسکی سب سے بڑی علامت قرآن مجید نے یہی بتائی ہے۔ کہ ایسے لوگ خوف اور غم سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ یعنی نہ انہیں کوئی آئندہ کا ڈر ہوتا ہے۔ نہ موجودہ پر رنج۔ لیکن بہت سے لوگ ہیں جو مدعی ایمان اور مدعی جنت ہیں اور اس پر بہت فخر کرتے ہیں۔ مگر جب انکی باتیں سنو۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ رنج و غم اور غصہ میں ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں پھر کس طرح سمجھا جائے کہ وہ حزن سے آزاد ہو گئے۔ اے عزیز جب تو کسی ایسے شخص سے ملے جو ہمیشہ زمانہ کو کوستا ہو۔ اور غیر مطمئن حالت اپنی ظاہر کرتا ہو۔ رزق کی تنگی کی شکایت کرتا ہو۔ حکام کی عیب چینی کرتا رہتا ہو۔ پبلک کے برے حالات۔ لوگوں کی بدچلنیاں۔ دکھ۔ بیماری بری قسمت۔ محلہ والوں کے جھگڑے۔ مصائب۔ کمی آمدنی۔ غرض ہمیشہ شکایت اور اظہار رنج ہی اسکی زبان سے سنا جاتا ہو۔ تو سمجھ لے۔ کہ وہ جنت سے دور۔ بلکہ ایک دوزخ میں پڑا ہے۔ لیکن جو واقعی جنتی ہے۔ وہ ہر مصیبت کو بھی شکر کے رنگ میں لیتا ہے۔ اور الحمد للہ کہتا ہے۔ اور جسے یہ بات حاصل نہیں۔ وہ معمولی باتوں کو بھی برے اور بدظنی کے پیرایہ میں لیتا۔ خود بھی دکھ اٹھاتا۔ اور دوسروں کو بھی اس دکھ میں شریک کرتا ہے اور گو مزاج پرسی کے وقت وہ بھی عادتاً الحمد للہ کہتا ہے۔ مگر ساتھ مصائب اور دکھ درد تکالیف اور بے چینی کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے جس سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ گو زبان پر کلمہ شکر ہے مگر دل شکائتوں سے لبریز ہے۔ اس حالت سے اپنے آپ کو بچا۔ کہ تجھے جنت کی زندگی حاصل ہو۔

خاکسار محمد اسمٰعیل از رہتک

52

مذاہب غیر

اہل روس کا قدیم مذہب و تمدّن

اہل روس کے قدیم مذہب و تمدن کے متعلق چند امور ایک گزشتہ مضمون میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ اسی سلسلہ کی بعض اور باتیں ناظرین کے معلومات میں اضافہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں ؛

بیمار سے قطع تعلق

قدیم زمانہ میں ان کے ہاں یہ رواج تھا۔ کہ ان میں سے اگر کوئی بیمار ہوتا۔ تو ایک الگ خیمہ گاڑ کر اسے وہاں چھوڑ آتے۔ اور جب تک وہ بیمار رہتا۔ کوئی شخص اسکے پاس آتا جاتا۔ چہ جائیکہ اس غریب کی زندگی کو بچانے کے لئے اسے طبی امداد بہم پہنچائی جاتی۔ یا کم سے کم تیمار داری ہی کی جاتی۔ حتیٰ کہ مریض کے ساتھ گفتگو اور بات چیت تک کرنا معیوب سمجھا جاتا۔ اور غلام کے مریض ہونے کی حالت میں تو ان پابندیوں پر نہایت ہی شدت کے ساتھ عمل کیا جاتا۔ اگر کوئی مریض اس قدر غفلت اور بے اعتنائی کے باوجود زندہ بچ جاتا۔ تو خود ہی واپس آکر اپنے متعلقین میں شامل ہو جاتا ؛

مردہ کا حشر

اگر مریض فوت ہو جاتا۔ تو لاش کو ٹھکانے لگانے کیلئے بھی مختلف صورتیں ان کے ہاں رائج تھیں۔ اگر مرنے والا غریب اور کسی معمولی خاندان سے متعلق ہوتا۔ تو اسے اسی جگہ چھوڑ دیا جاتا۔ جہاں وہ فوت ہوتا۔ اور کتے یا گدھ وغیرہ اس کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھا جاتے ؛

لیکن اگر مرنے والا معزز اور صاحب حیثیت ہوتا تو اس کے لئے احترام یہ تھا۔ کہ اسکی لاش کو جلا دیا جاتا۔ اور اگر اس کی بہت زیادہ عزت افزائی مدنظر ہوتی۔ تو پہلے ایک سقف قبر کے اندر اسے دفن کیا جاتا۔ اس عرصہ میں اس کی تمام جائداد کا جائزہ لیا جاتا۔ اور اس کے مال و اسباب کو جمع کر کے اس کی حیثیت دیکھی جاتی۔ اس کے تمام ترکہ کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ تو ورثار کو دے دیا جاتا۔ دوسرا اس کی تجہیز و تکفین کے مراسم کے لئے رکھ لیا جاتا۔ اور تیسرا تجہیز و تکفین کی تقریب کے موقعہ پر شراب نوشی کے لئے وقف کر دیا جاتا۔ یہ تمام امور طے کرنے کے بعد اس کی لاش کو قبر سے نکال کر جلا دیا جاتا۔ اور اس موقع پر تمام قوم جمع ہو کر شراب نوشی کرتی ؛

رسم ستی

قدیم آریہ اقوام کی طرح ان لوگوں میں ستی کی رسم بھی تھی۔ امراء کے ہاں کئی کئی شادیاں کرنے اور ان کے علاوہ لونڈیاں رکھنے کا چونکہ رواج تھا۔ اس لئے کسی امیر کی وفات پر اس کی تمام بیویوں اور لونڈیوں میں سے کسی کو اس کے ساتھ ستی ہونے کے لئے آمادہ کیا جاتا۔ اور اکثر لونڈیوں میں سے کوئی نہ کوئی تیار کر لی جاتی۔ جو ایک دفعہ اقرار کرلے۔ پھر وہ کسی طرح اس سے منحرف نہ ہو سکتی تھی۔ اور اس پر لازم تھا کہ اپنے اس عہد کو پورا کرے۔ ستی ہونے سے قبل اس کی بہت خاطر داری کی جاتی۔ دو لونڈیاں اس کی خدمت کے لئے مقرر کر دی جاتیں۔ جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتیں۔ اور ہر طرح اس کی خدمت کرتیں۔ اسے نہلانا دھلانا اور اس کے کپڑے صاف کرنا۔ کھلانا پلانا سب ان کے ذمہ ہوتا۔ اور وہ امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہتی۔ کوشش کی جاتی۔ کہ ستی ہونے والی عورت کے دل میں کسی قسم کا ملال نہ آنے پائے۔ اسے ہر وقت خوش و خرم رکھنے کی کوشش کی جاتی۔ اعلیٰ درجہ کی اغذیہ کھانے کے لئے اور بہترین قسم کی شراب پینے کے لئے مہیا کی جاتی۔ اور ستی ہونے کے روز اسے نہایت اچھی طرح بنا سنوار کر لایا جاتا اور خاوند کی لاش کے ساتھ ہی نذر آتش کر دیا جاتا

چوری کی سزا

باوجود اس قدر جہالت اور وحشت کے ان لوگوں کے ہاں چوری کو نہایت ہی معیوب فعل سمجھا جاتا۔ اور اگر کوئی شخص چوری کرتا ہوا پکڑا جاتا۔ تو اس کے گلے میں رسی ڈالکر درخت کے ساتھ لٹکا دیا جاتا۔ حتیٰ کہ وہ وہیں تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا۔ اور لاش اسی درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی سوکھتی رہتی حتیٰ کہ جب بوسیدہ ہو کر رسی ٹوٹ جاتی۔ تو لاش نیچے گر پڑتی۔

روس اور مسلمان

جیسا کہ گزشتہ قسط میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ اہل روس کی یہ حالت اس وقت تھی۔ جبکہ مسلمان مجاہدین کے طفیل نیر اسلام کی ضیاء باری خطہ یورپ میں ہو رہی تھی۔ روسی سرداروں کے وفود ہدایا اور تحائف لے کر اندلس کے مسلمان حکمرانوں کے درباروں میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور مسلمان سفرا کی روس میں آمد و رفت بھی شروع ہو گئی تھی۔ مسلمانوں کے یورپ میں داخلہ کے ساتھ جہاں دیگر ممالک کے اندر تہذیب و تمدن کی بنا پڑی۔ وہاں روس بھی اس روشنی سے محروم نہ رہا اس نے بھی ترقی کی۔ اور تہذیب و تمدن کے رستہ پر گامزن ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ رفتہ رفتہ اس نے ایک سلطنت کی حیثیت اختیار کر لی۔ اور یورپ کے اندر ایک بھاری طاقت کا مالک ہو گیا ؛

اسلامی ریاستوں پر قبضہ

اس وقت اسلامی قوت اور شان و شوکت زوال پذیر ہونا شروع ہو چکی تھی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ روس نے طاقت حاصل کرتے ہی ان بے شمار چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں کو جو اس کے قرب میں وسط ایشیا کے اندر قائم ہو چکی تھیں۔ اپنے اندر جذب کرنا شروع کر دیا۔ اور اسی پر اکتفا نہ کرتے ہوئے جہاں بھی ممکن ہوا مسلمانوں پر نہایت ہی شدید مظالم روا رکھے۔

مسلمانوں پر تشدّد

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ یورپ میں بیداری اسلام کے داخلہ کا ہی نتیجہ تھی۔ اور روسیوں کی ایک معقول تعداد حلقہ بگوش اسلام بھی ہو چکی تھی۔ لیکن روسیوں نے باوجود مہذب و متمدن اقوام کی صف میں قدم رکھنے کا دعویدار ہونیکے مسلمانوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک روا رکھا۔ انقلاب سے قبل تک روسی مساجد میں زار روس کی تصویر کا رکھا جانا ضروری تھا۔ اور مذہبی حقوق سے مسلمان بالکل محروم تھے۔ چونکہ مذہبی تعصب کی بنا پر مسلمانوں پر ظلم روا رکھا جاتا۔ جس سے خطرہ تھا۔ کہ مسلمان مشتعل ہو کر مقابلہ پر کھڑے نہ ہو جائیں۔ اس لئے روسیوں نے ایک دفعہ کوشش کی۔ کہ قرآن پاک میں سے جہاد کے متعلق آیات نکال دیں۔ لیکن جیسا کہ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت قرآن کریم میں کسی قسم کی تبدیلی یا کمی بیشی پر قادر نہ ہو سکے گی۔ اس میں انہیں کامیابی نہ حاصل ہو سکی ؛

مسلمانوں پر اہل روس کے مظالم کی داستان بہت طویل ہے۔ حالانکہ اہل روس کی ترقی میں مسلمانوں کا بہت بڑا دخل ہے اس احسان ناشناس قوم نے اپنی ترقی کی ابتدا سے مسلمانوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک روا رکھا۔ جس کا سلسلہ اس وقت تک بھی جاری ہے۔ چنانچہ اخبار بین حضرات اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ بالشویکی روس میں بھی مسلمان مصائب و آلام کا تختۂ مشق بنائے جا رہے ہیں۔ اور بہت سے مسلمان ترک وطن پر مجبور ہو رہے ہیں ؛

روس کی قدیم حالت کے مقابلہ میں اگر موجودہ حالت کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا کہ دونوں میں چنداں فرق نہیں۔ موجودہ نظام حکومت بھی ایسا غیر منصفانہ اور ظالمانہ ہے۔ کہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کوئی صاحب دانش قوم اسے کیونکر تجویز کر سکتی ہے۔ ایسے ایسے اصول وضع کئے گئے ہیں۔ کہ جن کو دیکھتے ہوئے لازماً یہی خیال کرنا پڑتا ہے۔ کہ روس میں زمانہ قدیم کی جہالت اور وحشت بدستور پائی جاتی ہے ظلم و استبداد پہلے سے بھی بڑھ گیا ہے۔ بلکہ ایک نمایاں فرق یہ ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ میں تو اس کی جہالت اور اس کے نقصانات خود اس حد تک محدود تھے۔ لیکن موجودہ روسی یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ دیگر ممالک میں بھی فتنہ و فساد اور بدامنی و بے اطمینان کا مواد پیدا کریں۔ جو ان کے ہاں باافراط پیدا ہو چکا ہے ؛

فضیلت اسلام

صنعتی ترقی اور اسلام

مذہب کے متعلق تھیوریاں

مذہب کی ابتداء اور اس کی ماہیت کے متعلق زمانہ حال کے منکرین نے عجیب عجیب نظریے پیش کئے ہیں۔ جن سے غالباً یہ دکھانا مقصود ہے کہ مذہب محض ایک خیالی ڈھکوسلا ہے۔ جس کے لئے موجودہ سوسائٹی میں کوئی جگہ نہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ان نظریوں کی بنیاد صرف ان اظہر من الشمس نقائص پر رکھی گئی ہے۔ جو بوجہ امتداد زمانہ مختلف مذاہب میں پیدا ہو گئے تھے۔

مثلاً بعض فلاسفروں کا خیال ہے کہ ابتدائی زمانہ میں جب انسان ابھی نیچر پر پوری طرح حاوی نہ ہوا تھا۔ تو اس نے فلکِ ناہنجار کے پے بہ پے حملوں سے بچنے کے لئے ایک دیوتا کی خیالی تصویر ذہن میں بنالی۔ جس سے وہ خوف اور ڈر کے وقت پناہ کا خواستگار ہو سکتا تھا۔ اب چونکہ انسان کو قدرت پر بہت حد تک غلبہ حاصل ہو چکا ہے۔ (گو ان کا دعویٰ سراسر غلط ہے۔) اس لئے اب اسے خدا وغیرہ کی چنداں ضرورت نہیں۔

اسی طرح بعض ماہرین معاشیات کا خیال ہے۔ کہ انسان چونکہ اپنی ساری ضروریات خود پوری نہیں کر سکتا اس لئے اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے کہ اس کو اپنی بعض خواہشات چھوڑنے کی قربانی کا بدلہ ملے گا۔ وہ دیوی وغیرہ کی پرستش کرنے لگ پڑتا ہے۔

بعض مستشرقین یہ کہتے ہیں۔ کہ روحانیات اور مادیات دراصل ایک ہی چیز ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں وہ یہ بات پیش کرتے ہیں۔ کہ جس طرح مادیات کے تین مدارج ہیں یعنی ٹھوس مائع اور گیس۔ اسی طرح روحانیات کے بھی تین درجے ہیں۔ یعنی پہلے انسان ٹھوس چیزوں پر غور کرنے لگتا ہے۔ پھر اس کی توجہ غیر مرئی اشیاء کی طرف منعطف ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ خدا تک پہنچ جاتا ہے یعنی پھر وہ محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔ کہ آگے ایک ایسی غیر محدود فضا ہے جس کو Infinity کہا جا سکتا ہے۔ اور جسے انسان اپنے احاطۂ علم کے اندر نہیں لا سکتا۔

نظریوں کی یک جہتی

اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ سب تھیوریاں محض ان غلط بیانیوں پر مبنی ہیں جو امتداد زمانہ سے بعض مذاہب کا جزو لاینفک بن چکی ہیں۔ مثلاً ڈر اور خوف یا قربانی کا بدلہ چاہنے کے لئے دیوتاؤں وغیرہ کی پرستش ہندو عقائد کا ایک اہم حصہ ہے۔ یا یہ کہنا کہ مذہب ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ سے امراء غریبوں کو حلیم اور منکسر المزاج بنا کر ان کو لوٹنا چاہتے ہیں عیسائیت کی تعلیم ہے۔ اسی طرح مستشرقین کا یہ خیال کہ مادیات اور روحانیات دراصل ایک ہی چیز ہیں سناتنیوں کے اندر خدا تعالیٰ کی اصل صفات کا ذکر موجود نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ان کو یہ علم ہی نہیں۔ کہ خدا ہوتا کیا ہے؟ اور اس کا وصال حاصل کرنے یا اس کی صفات کو اپنے اندر جذب کر لینے کا فائدہ کیا ہے۔ ان کے خیالات کے رو سے خدا صرف ایک Infinity ہے۔

مذہب اور صنعتی آزادی

اسی طرح ایک نامعقول تھیوری جو میں نے معاشیات کی کتب میں بارہا پڑھی ہے۔ یہ بیان کرتی ہے کہ مذہب بعض اپنے پیشواؤں کی ایک کورانہ تقلید کا نام ہے۔ جس میں عقل یا Reasoning کو مطلق دخل نہیں اور اس وجہ سے وہ ان کو ایک ایسی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے۔ جو سراسر غلامی اور قید و بند کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ یعنی اس میں انسان کی "آزادی ضمیر" اور "آزادی طبع" بالکل فنا ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے وہ جدت اور اختراع کا مادہ جو انسان کی فطرت کا ایک خاصہ ہے۔ بالکل مفقود ہو جاتا ہے۔

اس کے ثبوت میں وہ انگلستان کی تاریخ معاشیات کا یہ واقعہ پیش کرتے ہیں۔ کہ اس ملک میں صنعتی انقلاب کا آغاز اس وقت شروع ہوا۔ جب وہاں کے لوگوں نے ریفارمیشن اور احیائے علم کے اثر کے ماتحت پوپ سے قطع تعلق کر کے مذہب کو خیرباد کہہ دیا۔

اس سے وہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو بھی دنیوی ترقی حاصل کرنے کے لئے یہی قدم اٹھانا چاہئیے۔ یعنی اسے مذہب کو فی الفور ترک کر دینا چاہئیے۔ تاکہ لوگوں میں آزادی ضمیر اور آزادی طبع پیدا ہو کر ان میں وہ جدت اور اختراع کا مادہ پیدا ہو جائے۔ جو کسی ملک کی صنعتی یا تجارتی ترقی کے لئے اشد ضروری ہے۔

عیسائیت کی تعلیم

قطع نظر اس کے کہ یہ "احیائے علم" اور "اصلاحات کا زمانہ" بھی یورپ میں اسلام کے بے پناہ اثر کے ماتحت ہی شروع ہوا تھا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ تھیوری بھی مندرجہ بالا تھیوریوں کی طرح اس غلط بیانی پر مبنی ہے۔ جو امتداد زمانہ سے بعض مذہبوں کی جزو لاینفک بن چکی ہے۔ مثلاً یہ عیسائیت کی حد سے زیادہ حلم اور منکسر المزاج رہنے کی تعلیم کا اثر تھا۔ کہ انگلستان کی سوسائٹی چودھویں اور پندرھویں صدی تک واٹر ٹائٹ کمپارٹمنٹس میں بٹی رہی۔ جن میں سے ایک فرقہ حد سے زیادہ حلیم تھا اور دوسرا حد سے زیادہ متکبر۔ اول الذکر کا خیال تھا۔ کہ اس کی نجات اسی میں ہے کہ وہ بالکل مسکین رہے۔ اور دوسرا چاہتا تھا۔ کہ وہ ان کے علم کا ناجائز فائدہ اٹھائے اور ان کو غربت میں ہی رہنے پر مجبور کرے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایک جماعت تو بالکل Serfdom اور غلامی کی حالت کو پہنچ گئی۔ اور دوسری خون چوس چوس کر امراء میں شمار ہونے لگی۔

انقلاب

آخر جب ہنری اور الزبتھ کے زمانہ میں نئے خیالات اور نئی اصلاحات کا اثر پھیلا تو لوگوں نے محسوس کیا۔ کہ ان کو حلم اور انکسار پر اس قدر زور نہیں دینا چاہئیے۔ اور وہ اسلام کی تعلیم کے ماتحت کہ بنی نوع انسان میں مساوات اور آزادی ضمیر ہونی چاہئیے۔ امیروں کے دوش بدوش حقوق کا مطالبہ کرنے لگے۔

اسلام اور آزادئ ضمیر

اسلام آزادی ضمیر اور آزادی طبع کا حامی ہے اور ہر ایک کے لئے ترقی کا دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ اگر دوسرے مذاہب کے لوگ یہ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ ان کا مذہب انہیں غلامی کی ایسی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے۔ جو صنعتی ترقی کے منافی ہے تو وہ مذہب کا کلیتہً انکار نہ کریں۔ بلکہ اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ کیونکہ ہمارے خالق و مالک نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی یہ قرار دیا ہے کہ یضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم۔ کہ آپ اس لئے آئے کہ طوق اور سلاسل کے وہ پھندے جو لوگوں کی گردنوں میں پڑے ہیں انہیں اتار کر پھینک دیں۔ اور ان کو بادشاہوں۔ بھوتوں۔ بتوں اور عناصر کی پرستش کی قید سے آزاد کر کے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیں کیونکہ الحمد للہ سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ اور ان الحکم الا للہ وہی اطاعت کے لائق ہے پس جو تمام قسم کی ترقیوں کا مالک ہے۔ اس کی حقیقی اطاعت ترقی کے معراج پر پہنچا سکتی ہے۔

اسلام میں کوئی سختی یا جبر و اکراہ نہیں ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لھا۔ یعنی ہدایت نازل ہو گئی۔ جو ایمان لے آئیگا وہ ایک ایسے مضبوط حلقہ میں داخل ہو جائیگا۔ جس کا ٹوٹنا بعید از قیاس ہے۔ اس حلقہ کو نہ تو زمانہ کے تغیرات توڑ سکتے ہیں۔ اور نہ قوموں کے خیالات کی تبدیلی۔ کیونکہ وہ تمام مخلوقات کے خالق کا بنایا ہوا حلقہ ہے۔ اور اسی میں اس دنیا اور آخرت کا حقیقی آرام و آسائش حاصل ہوتی ہے (باقی)

خاکسار: عبدالرحیم شبلی بی کام (فائنل)

تشخیص آمد کے متعلق ضروری اعلان

میرے حلقہ جموں۔ سیالکوٹ۔ گجرات شیخوپورہ کی جن جماعتوں کے بجٹ فارم ۳۴-۱۹۳۳ء تشخیص ہو کر تا ہنوز نہیں آئے۔ اور جن تشخیص کنندوں نے اس بابرکت کام سے لاپرواہی کرتے ہوئے باوجود بار بار مطالبات کے مجھے اطلاع تک نہیں دی۔ ان کے لئے از سر نو انتظام کیا جاتا ہے۔ ان جماعتوں میں سے ذیل کی جماعتوں کا تشخیص کا کام ذیل کے مخلص احباب نے اپنے ذمے لے کر مجھے اطمینان دلایا ہے۔ کہ چار یا پانچ یوم تک ان جماعتوں کے بجٹ فارم مکمل تشخیص کے بعد پہنچ جائیں گے۔ بشکر کے ساتھ ان احباب کے نام درج کر کے ان کے ذمہ کی جماعتیں تحریر کی جاتی ہیں۔

حکیم محمد قاسم صاحب تشخیص کنندہ۔ گجرات۔ کھاریاں دیونا۔ چک سکندر۔ شادیوال۔ گھیر۔ ان میں سے بعض کی بوجہ نامکمل تشخیص کے دوبارہ تشخیص ہو گی۔

سید سردار شاہ صاحب ۔ ننکانہ

مولوی محمد حسین صاحب مبلغ ۔ پونچھ۔ بسلوا

جمال الدین صاحب ۔ چارکوٹ۔ راجوری

میاں خان صاحب ۔ بار موسے

چوہدری فیض احمد صاحب۔ نارووال۔ ننگل رندھیر۔ دھنی دیو

ان جماعتوں میں کام بفضل خدا ہو رہا ہے۔ اور عنقریب بجٹ مکمل ہو کر آجائیں گے۔ ذیل میں ان احباب کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے ذمہ کی جماعتوں کا کام نہیں کیا۔ باوجود تاکیدی چٹھیاں بھیجنے اور مطالبات پر مطالبات کرنے اور اخبار میں اعلان پڑھنے کے توجہ نہیں کی اور نہ ہی مجھے اطلاع دی۔ کہ ہم نہیں کر سکتے۔ اور انتظام کر لو یونہی دفتر کا خرچ کرایا۔ اور خدمت دین کے ثواب سے محروم رہے۔

چوہدری فضل الٰہی صاحب نمائندہ سیالکوٹ۔ چوہدری فضل احمد صاحب محرر ڈسٹرکٹ بورڈ سیالکوٹ۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب سیکرٹری نارووال۔ مولوی عبدالحق صاحب بدوملہی۔ حکیم عنایت اللہ صاحب کنجاہ۔ محمد ابراہیم صاحب ڈارلالہ موسے چوہدری عبدالمالک صاحب سیکرٹری چک سکندر

چند اصحاب وہ بھی ہیں۔ جو کسی معذوری کی وجہ سے کام نہیں کر سکے لیکن مجھے اطلاع دے دی۔ کہ اور انتظام کر لو۔ اس پر ان کے ذمہ کی جماعتوں کا اور انتظام کر لیا گیا۔ اس لئے ان کے نام نہیں لکھے گئے۔

اب ان مخلص احباب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جنہوں نے پہلے بھی تندہی سے اس کار خیر کو سرانجام دیا ہے۔ اور ہمیشہ ایسے واقعات کے منتظر پائے جاتے ہیں۔ انہی کے ذمہ ان پسماندہ جماعتوں کی تشخیص لگاتا ہوں۔ جو امید ہے۔ کہ کام شروع کر کے ایک ہفتہ تک مکمل تشخیص کر کے بجٹ فارم میرے نام ارسال فرما کر ممنون فرمائیں گے

نام تشخیص کنندہ	وہ جماعتیں جو ان کے ذمہ لگائی گئی ہیں
چوہدری شاہ محمد صاحب ریٹائر سب انسپکٹر پولیس سیالکوٹ	چونڈہ باجوہ
چوہدری شکر اللہ خان صاحب رئیس ڈسکہ	ڈسکہ دموسے والا
ملک سراج دین صاحب سیکرٹری سمبڑیال	سمبڑیال
شیر محمد صاحب زرگر سیدوالہ	پنڈی چیری
سید لال شاہ صاحب امیر جماعت آئمہ	کوٹ رحمت خان
نادر علی صاحب شیخ پور	لسوانی۔ بھبوا

سید لال شاہ صاحب کو اجازت ہے۔ کہ وہ مناسب حال دوسرے دوست سے تشخیص کرالیں۔ ان مخلصین سلسلہ کی خدمت میں ملتمس ہوں۔ کہ ہر شخص کی آمدنی پوری پوری لکھ کر اس پر باشرح چندہ عائد کریں۔ کوئی شخص بے کار نادہندہ ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ ہر ایک تشخیص کنندہ پوری تشخیص کرے۔ اگر کسی صاحب کو کوئی عذر ہو۔ تو وہ علیحدہ درخواست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کر کے اجازت لے سکتا ہے۔ مگر بوقت تشخیص کوئی کمی نہ کی جائے۔ ہر ایک کی ہر قسم کی آمدنی ضرور درج تشخیص ہو۔ اور تقابا سال گذشتہ بھی کالم درج ہو۔ جس صاحب کے پاس مطبوعہ بجٹ فارم نہ ہوں۔ وہ جلد اطلاع دے کر منگا سکتے ہیں۔ میزانیں لگا کر اس کی ایک کاپی وہاں جماعت میں دے دی جائے۔ اصل بجٹ تشخیص شدہ جلد ارسال کئے جائیں ۔ (سید محمد اسحاق جائنٹ ناظر بیت المال)

ایک خفیف تردید

اخبار الفضل ۹ جولائی ۱۹۳۳ء صفحہ ۹ میں سرخی اور لکھنے والے کا نام پڑھ کر ہی میں سمجھ گیا تھا۔ کہ اس مضمون میں کہیں نہ کہیں عاجز کا نام ضرور لیا جائے گا۔ غنیمت ہے۔ کہ راقم مضمون نے میرے نام کے ساتھ لفظ "غالباً" لکھ دیا ہے جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری بیعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکتوبر ۱۹۰۵ء کی ہے۔ اور اس میں میرے دوست حضرت ڈاکٹر محبوب عالم صاحب مرحوم کا مطلق دخل نہیں ہے۔ میری انکی ملاقات تھی۔ مگر وہ بھی اسی سال کی۔ احمدیت مجھ میں ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۴ء میں داخل

آنریری انسپکٹران کی قابل تعریف خدمات

حکیم محمد اسمٰعیل صاحب پیر کوٹی۔ پریم کوٹ۔ بھیڑی شاہ رحمان جالب کے انسپکٹر ہیں۔ انہوں نے اپنے دورہ کی نسبت حسب ذیل بیان دیا ہے۔

بھیڑی شاہ رحمان کی جماعت تھوڑی اور غریب جماعت ہے اس کی تشخیص عین مطابق آمد کی گئی ہے۔ اور اس فصل کا چندہ شرح کے مطابق وصول کیا گیا ہے۔ پریم کوٹ کی جماعت خدا کے فضل سے اچھی جماعت ہے۔ اور ترقی کر رہی ہے۔ اس کی تشخیص بھی مطابق شرح کی گئی۔ جس سے پہلے بجٹ کی نسبت ڈیوڑھے سے زیادہ بجٹ قرار پایا ہے۔ اسی طرح چندہ بھی مطابق شرح وصول کیا گیا ہے۔ جس کے باعث نصف بجٹ سے زائد چندہ اسی فصل سے وصول ہو گیا ہے۔ اس جماعت میں میاں محمد الدین صاحب چیما بہت اخلاص سے کام کرتے رہے چندہ کا غلہ خود اٹھا کر جمع کرتے رہے ہیں۔ اور محصل مال بخشی اللہ دتا صاحب دوکاندار بھی اب خدا کے فضل سے بہت باقاعدہ کام کرنے لگے ہیں۔ نیز چوہدری غلام محمد صاحب بھی چندہ کی وصولی میں بہت مدد دیتے رہے۔ امیر جماعت چوہدری کرم داد صاحب نہایت مخلص اور خود باقاعدہ چندہ دینے والے ہیں اور دوسروں سے باقاعدہ دلانے میں کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزا دے۔ جماعت پیر کوٹ میں خدا کے فضل سے اس سال سب نے شرح کے مطابق چندہ ادا کیا ہے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہا ہے۔ جس کے باعث اس سال کا چندہ پچھلے کئی سالوں کے چندوں سے بڑھ گیا ہے۔ یہاں اچھا کام کرنے والے میاں پیر محمد صاحب و نور محمد صاحب ہیں۔

چوہدری شاہزادہ صاحب رانجھا نے موضع جید کے میں خاص کوشش کی۔ بالخصوص تبلیغ میں زیادہ حصہ لیتے ہیں حکیم محمد اسمٰعیل صاحب کے سپرد آئندہ سے مانگٹ اونچے کی جماعت بھی کی گئی ہے۔ کہ اس کے انتظام کی بھی نگرانی فرمائیں۔ اور جس طرح دوسری جماعتیں باقاعدہ ہو رہی ہیں۔ مانگٹ اونچے کی جماعت کو بھی باقاعدہ بنانے کی سعی کریں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

مراسلات

شہر کٹک میں غیر احمدیوں کا یوم النبیؐ

۶ جولائی ۱۹۳۳ء شہر کٹک میں غیر احمدیوں نے یوم النبیؐ منایا۔ ہندو و مسلمان وغیرہ ہر مذہب کے لوگوں کو دعوت دی گئی تھی۔ اور دور دور سے علماء و مقررین کو بلایا گیا تھا قریباً تین ہزار کے مجمع میں مولوی سید ضیاء الحق صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ سونگھڑہ نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور علیہ السلام کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ خلقہ القرآن یعنی قرآن مجید میں جو کچھ تعلیم دی گئی ہے۔ اسی کو آپ نے عملی جامہ میں دکھایا۔ قرآن مجید میں لا اکراہ فی الدین آیا ہے۔ آپ نے نجران کے عیسائیوں کو بڑی فراخ حوصلگی کے ساتھ مسجد نبویہ میں اپنے طور پر عبادت کرنے کی اجازت دی۔ پھر قرآن مجید میں آتا ہے۔ لکل قوم ھاد۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی ہر قوم میں ہادی و رہنما ہوئے ہیں۔ یہ بھی اسلام ہی کی رواداری ہے کہ وہ ہر قوم میں ہادی اور رہنما تسلیم کرتا ہے جب جلسہ برخاست ہوا۔ تو کئی ہندوؤں نے کہا کہ درحقیقت یہ احمدیوں کی کامیابی ہے کہ وہ پانچ چھ سال سے اس شہر میں اس قسم کا جلسہ کر رہے ہیں۔ اب یہ لوگ ان کی دیکھا دیکھی کرنے لگے ہیں۔ (خاکسار سید محمد احمد نامہ نگار الفضل)

ریاسی میں یوم النبیؐ

یوم النبیؐ کی تقریب سعید پر ریاسی اور ملحقہ جات دیہات کے مسلمانوں نے جلوس نکالا۔ عمر رسیدہ اصحاب درود شریف پڑھتے تھے۔ اور نوجوان پارٹی نعت خوانی مقررہ مقامات پر کرتی تھی۔ چند معزز اصحاب نے حضور سرور کائنات کی سیرت پر تقریریں کیں۔ راجہ گل شیر خان صاحب احمدی و جناب مولوی غلام رسول صاحب امام مسجد ریاسی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح حیات میں سے چند مثالیں بیان فرمائیں۔ جن کا مسلم و ہندو پبلک پر بہت اچھا اثر ہوا۔

اس مذہبی جلوس کے صدر خواجہ امکانہ صاحب تھے۔ جنہوں نے اپنی تقریر میں حکام کا ان کی شمولیت جلوس پر شکریہ ادا کیا۔ نوجوان مسلم پارٹی میں سے شرف اللہ صاحب و ملک خضر الدین صاحب و ملک عبد الواحد صاحب و مسٹر علی اکبر صاحب و شیخ محمد صدیق احمد صاحب نے قرآن خوانی و نعت خوانی نہایت خوش الحانی سے کی۔ غلام قادر صاحب گیلانی کا جلوس میں انتظام نہایت احسن رہا۔

خادم قوم:- غلام رسول ماگرہ وائس پریذیڈنٹ مسلم کانفرنس ریاسی

پنجاب میں تعلیم کی رفتار ترقی

پنجاب میں تعلیم کی رفتار ترقی کی سالانہ رپورٹ بابت پانچ سال مختتمہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۳۲ء سے ظاہر ہے کہ مالی مشکلات کے باوجود محکمہ تعلیم نے اپنی سرگرمیوں کو نشو و نمو کی صحیح ڈگری پر قائم رکھا۔ اگرچہ ہر قسم کے تعلیمی اداروں کی تعداد میں ۱۰۳۰ کی کمی واقع ہوئی۔ لیکن اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ کہ مدت زیر نظر میں ۸۹۵ ترقی پذیر پرائمری سکولوں کو لوئر مڈل سکولوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ یہ کمی حقیقی نہیں بلکہ ظاہری ہے۔ کل آبادی کے زیر تعلیم طلبہ کے تناسب میں بالاستقلال ترقی ہوئی۔ ۲۷-۱۹۲۶ء میں یہ تناسب ۵۶۰۱ تھا۔ لیکن جدید مردم شماری کی بناء پر اب یہ تناسب ۵۶۹۱ ہے۔ تمام ذرائع سے تعلیمی مصارف کی مقدار تقریباً ۲۸۸ لاکھ سے بڑھ کر ۳۰۹ لاکھ تک پہنچ گئی۔ یعنی کل ۲۱ لاکھ کی بیشی ہوئی۔ ۵۳٫۵ فی صدی مصارف صوبائی محاصل سے۔ ۱۳٫۰۳ لوکل فنڈوں سے۔ ۲۳٫۴ فیس سے اور ۱۰٫۰۷ دیگر وسائل سے پورے کئے گئے۔

لازمی تعلیم

عوام کی عدم دلچسپی اور مقامی جماعتوں کی خراب مالی حالت کے باوجود ان رقبوں کی تعداد میں جن میں لازمی تعلیم کا اجراء عمل میں آیا۔ بقدر ۲۰۹۸ کے اضافہ ہوا۔ اور اب ان کی تعداد ۲۹۷۸ تک پہنچ گئی ہے۔ امید ہے۔ کہ تعلیمی ضروریات کے متعلق عامۃ الناس کے شعور کی بتدریج بیداری اور مقامی جماعتوں کی طرف سے تعاون کا زیادہ ثبوت ملنے پر اس بارہ میں معائنہ کرنے والے عملہ کی مساعی ضرور بار آور ہونگی۔

ثانوی تعلیم

زمانہ زیر تبصرہ میں ہائی سکولوں۔ اینگلو ورنیکلر سکولوں اور ورنیکلر مڈل سکولوں کی تعداد میں علی الترتیب ۸۔۵ اور ۵۳ فی صدی کی بیشی ہوئی۔ یہ اعداد اس امر کا ایک بین ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ اور مقامی جماعتوں نے جن کو فیاضانہ امداد دی گئی۔ اینگلو ورنیکلر تعلیمی ترقی کے کام کو اس قدر وسیع پیمانہ پر جاری رکھا۔ کہ اس بات کی کوئی حقیقی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ پرائیویٹ جماعتیں غیر ضروری اور اقتصادی حیثیت سے ناقص درس گاہوں کے اجراء و قیام میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتی رہیں۔ اس کے باوجود کہ محکمہ مذکور کی توجہ توسیع سے زیادہ استحکام پر مرکوز رہی۔ یہ امر خوش کن ہے۔ کہ ہر قسم کے سکولوں کے تمام شعبوں میں طلبہ کی تعداد میں مستقل اور مسلسل بیشی ہوئی

کالجی تعلیم

یہ امر غور و فکر کے لائق ہے۔ کہ یونیورسٹی میں طلبہ کی بہت زیادہ تعداد زیر تعلیم ہے۔ اور امتحانات کے ادنےٰ معیار اور اس فقدان قوت کے باوجود جس کے ساتھ اس معیار کو کام میں لایا جاتا ہے۔ امتحانات کے نتائج ناتسلی بخش ہوتے ہیں۔ یہ امر محتاج توضیح نہیں۔ کہ کوئی یونیورسٹی اتنی بڑی تعداد طلبہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتی۔ اور نہ ان کی قابلیت کی آزمائش کے لئے امتحان کا کوئی قابل اعتماد معیار قائم کر سکتی ہے۔ اس تاریکی میں امید کی صرف یہ جھلک نظر آتی ہے۔ کہ حقیقی طور پر قابل طلبہ کی صحیح صنعتی و فنی تعلیم کے لئے اور نیز ان کی ترقی علم کے لئے نہایت سازگار حالات موجود ہیں۔

تعلیم نسواں

یہ امر غایت درجہ اطمینان بخش ہے۔ کہ پنجاب گورنمنٹ (وزارت تعلیم) نے ۱۹۲۸ء میں جو یہ توقع ظاہر کی تھی۔ کہ اعلیٰ تعلیم کے زمرہ میں ترقی عاجل کے تابناک آثار موجود ہیں۔ اور آئندہ چند سال کے دوران میں ان طالبات کی تعداد میں جو ثانوی مدارس کا نصاب ختم کر رہی ہیں۔ بہت زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ وہ غلط ثابت نہیں ہوئی۔ اور ہر چہار طرف ترقی کے آثار نمایاں ہیں۔ طالبات اور ہائی اور مڈل سکولوں کی تعداد نیز کالجوں میں طالبات کی تعداد بالاستقلال بڑھ رہی ہے۔ اس بارہ میں مشنری سوسائٹیں اور دیگر پبلک جماعتوں اور نیز ان مخیر افراد کی مساعی قابل تعریف ہیں۔ جو تعلیم نسواں کے متعلق دست اعانت بڑھا رہے ہیں۔ اس میں کسی کو شبہ نہیں۔ کہ تعلیم نسواں لازمی طور پر تیز ہو گی باایں ہمہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوششیں رفتار ترقی کو تیز کرنے پر مرکوز کی جائیں۔ جداگانہ زنانہ درسگاہوں کے قیام کی راہ میں سب سے بڑی مشکل استانیوں کا فقدان ہے اگر استانیوں کی بہت زیادہ تعداد میسر نہ ہوئی۔ تو لڑکوں اور لڑکیوں کی یکجائی تعلیم کا روکنا مشکل ہو جائے گا۔ گورنمنٹ مالی تنگی کی وجہ سے صوبہ بھر میں عورتوں کے لئے جداگانہ کالج اور ہائی سکول قائم کرنے سے قاصر ہے۔

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا الفضل ۲۱ فروری ۱۹۳۳ء آپ کی نظر سے گذرا۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے صداقت اسلام کے مضمون میں طب کی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے۔ ہومیوپیتھک علاج کے فائدے بتلائے۔ اگر آپ وہ مضمون پڑھیں۔ تو ہومیوپیتھک علاج کے شائق ہوجائیں۔ میں اپنے شوق اور یقین کی بناء پر عرض کرتا ہوں۔ کہ موجودہ زمانے میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پر ایک بڑا احسان کیا کہ **ہومیوپیتھک علاج** کو عوام کے دلوں میں جگہ دی۔ ان دواؤں کی قلیل مقدار اور عظیم الشان اور دیرپا اثر کو روحانیت والے ہی جان سکتے ہیں۔ اگر اس علاج کو روحانی علاج کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ کونسی بیماری ہے۔ جو اس علاج سے شفا نہیں پا سکتی میں تو کہتا ہوں کہ ہومیوپیتھک علاج خطا نہیں کرتا۔ بشرطیکہ حکم ربی ہو۔ ہر مرض کی دوا موجود ہے۔ پورا حال لکھ کر منگا لیجئے۔ کم خرچ ہیں۔

ایم۔ ایچ احمدی ہومیوپیتھ چتوڑگڈھ میواڑ

درخواستیں جلد بھیجیں

- مسرور آگین مناظر شہر سے باہر لیکن بالکل قریب
- برآمدہ۔ دالان دو کوٹھریاں مع دوا سیع اور صحن وغیرہ
- مکان کے ساتھ ایک کنال سفید زمین بنیادیں استوار شدہ
- دو دکانیں ایک بیٹھک اور صحن و باورچی خانہ وغیرہ

۱۳ جولائی کے پرچہ میں جس مکان کا اشتہار دیا گیا تھا۔ اس کا موقع و محل و ساخت ایسی ہے کہ ہمیں بہت سی درخواستوں کے آنے کی امید ہے۔ اس لئے جلد درخواستیں بھیجیں پہلی درخواست کو ترجیح دی جائے گی۔ بقیہ حالات

اے۔ آر۔ خواجہ قادیان

اپنے بچوں کو امتحان میں کامیاب کرانیکے لئے

جناب قاضی اشتیاق احمد صاحب عباسی ... پوری کے تجربہ سے فائدہ اٹھائیے۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں۔ "میرے ایک عزیز جو کئی سال سے انٹرنس کے امتحان میں صرف انگریزی میں فیل ہو رہے تھے۔ محض جدید انگلش ٹیچر کی بدولت جس میں بقول شخصے دریا کو کوزہ میں بھر کر دکھلایا گیا ہے۔ اس سال امتحان میں کامیاب ہوگئے"

کوئی وجہ نہیں کہ آپ کا کوئی عزیز اس بیش قیمت کتاب کے مطالعہ سے محروم رہے۔ اگر ایک ایک سبق سے اس کی گرامر ترجمہ گفتگو اور کمپوزیشن میں اضافہ نہ ہوتا چلا جائے۔ تو کل قیمت (ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک) واپس کردی جائے گی۔

قمر برادرز (الف) شملہ

ضرورت رشتہ

ایک نہایت مخلص اور دیندار دوست عمر ۴۰-۴۵ سال کے لئے ایک متقی اور پرہیزگار رفیقہ حیات کی ضرورت ہے جو خواہ بیوہ ہی ہو۔ صاحب موصوف کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اولاد کوئی نہیں۔ چار پانچ ہزار کی جائداد کے واحد مالک ہیں۔ نہایت نیک۔ تہجد گذار اور خوش شکل ہیں۔ قادیان میں بھی سکونت اختیار کرنے کی طیاری کر رہے ہیں۔ مزید حالات کیلئے مجھ سے طلب کیا جائے۔

(شیخ) محمد عبد اللہ انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چکوال

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرہ آفاق استاد مسٹر جی ایم مہتہ۔ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی ٹی۔ ایس۔ ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم (پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا پراسپکٹس و نمونہ سبق **مفت**

مینجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ۔ پنجاب

ضرورت ہے

انٹرنس اور ایف اے پاس یا فیل نوجوانوں کی جو تیس روپے سے ڈھائی سو روپے ماہوار تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ قواعد ایک کا ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔

پنجاب انجینئرنگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ!

سرمہ نور

قیمت فی تولہ دو روپیہ
چھ ماشہ ایک روپیہ

اطباء ڈاکٹر عوام الناس۔ روساء۔ امراء ہندوستان کی بڑی بڑی ریاستوں بلکہ دنیا کے چاروں کونوں تک اپنی صداقت و فوائد کے باعث

وسیع ہوچکا ہے

جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے

اکسیر خنازیر سخت سے سخت اور پرانی سے پرانی گلٹیاں بلاتکلیف اور بغیر آپریشن کے ہمیشہ کیلئے بفضل تعالیٰ اشرطیہ نابود ہو جاتی ہیں۔ قیمت صرف تین روپیہ

ملنے کا پتہ: **شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب**

لڑکی سے لڑکا

ایام حمل میں ۹ ہفتے تک جبکہ جنین کچی حالت میں ہوتا ہے۔ این ڈی۔ ڈھلن صاحب ایم۔ آر بیس۔ آئی وغیرہ ماہرن کی تیار کردہ مجرب و آزمودہ تین گولیاں کھلائیں۔ جراثیم نرینہ غالب اور مادہ مغلوب ہو کر بفضل خدا لڑکا پیدا ہوگا۔ ضرورت مند فائدہ اٹھائیں۔ قیمت برائے نام پانچ روپے (صہ) احمدی دوستوں کو مزید رعایت ہوگی۔ قیمتی تصادیق موجود ہیں۔

المشتہر:۔ ایم۔ نواب الدین مینجر محبوب اولاد نرینہ میاں محلہ بٹالہ ضلع گورداسپور

الفضل میں اشتہار دینے کا بہترین موقع ہے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پونہ کانفرنس کے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مدراس کا اینگلو انڈین اخبار "مدراس میل" لکھتا ہے۔ گاندھی جی کی دماغی حالت علاج سے باہر ہو چکی ہے۔ گذشتہ بیس سال سے ان کے بائیکاٹ اور عدم تعاون کے خشک پروگرام پر عمل کرتے کرتے ملک تنگ آ چکا ہے۔ اور آج اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کہ کوئی نیا لیڈر پیدا ہو۔ جو گاندھی جی کی غلطیوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرے۔

جاپانی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ تمام کمیونسٹوں کو ایک جزیرہ میں منتقل کر دیا جائے۔ تاکہ ملک کے پولیٹیکل امور میں وہ بالکل حصہ نہ لے سکیں۔ وزیر انصاف کا اعلان مظہر ہے۔ کہ اس وقت جاپان میں کم از کم ۲ ہزار پانچسو ایسے کمیونسٹ ہیں۔ جنہیں گذشتہ ۲ ماہ کے اندر مختلف المیعاد قید کی سزائیں دی گئیں۔ علاوہ ازیں ۶۷۱۶ کمیونسٹ جیلوں میں پڑے ہیں۔

جرمن کمیونسٹ پارٹی کے سابق سنٹرل آرگن "روٹے فاہنے" کے متعلق حال میں نازی پولیس کو معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک خفیہ طریق پر شائع ہو رہا ہے اور سپیشل پیغامبروں کے ذریعہ تمام ملک میں تقسیم ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں متعدد اشخاص گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ اور حکام سر توڑ کوشش کر رہے ہیں کہ یہ اخبار کسی طرح بند کر دیا جائے۔

اٹلی کے محکمہ سی آئی ڈی نے ایک سازش کا انکشاف کیا ہے۔ جس میں حسین لڑکیوں پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے حکومت فرانس کے مفاد کے لئے نوجوان فوجیوں اور بحری افسروں کو اپنے حسن کا متوالا کر کے اٹلی کے بہت سے جنگی راز معلوم کر لئے۔ ایک افسر کو جب اس جرم میں سزائے موت دیتے وقت پوچھا گیا۔ کہ وہ اپنی آخری خواہش پیش کرے۔ تو اس نے کہا۔ ایک تو میری آنکھیں باندھ دی جائیں۔ دوسرے گولیاں مجھے سامنے سے ماری جائیں۔ پہلا حصہ تو منظور کر لیا گیا۔ لیکن دوسرا حصہ یہ کہہ کر رد کر دیا گیا۔ کہ اٹلی کا آئین یہی ہے۔ کہ غدار وطن کی پشت پر گولیاں ماری جائیں۔

پیکنگ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ چین کے خلاف تبت بھی علم بغاوت لے کر کھڑا ہو گیا ہے اور وہاں کے لوگوں نے چینی حکومت سے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ شمالی چین کے اخبارات یہ رائے ظاہر کر رہے ہیں کہ اس بغاوت میں برطانیہ اور جاپان عملی حصہ لے رہے ہیں۔

شملہ سے ۱۸ جولائی کی اطلاع ہے کہ سالٹ ریونیو ایڈمنسٹریشن کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ سال زیر تبصرہ میں درآمد شدہ غیر ملکی نمک کی مقدار میں بقدر چالیس فی صدی کمی واقع ہو گئی ہے۔

تحریک خاکساران کے دس ممبروں نے جو لاہور کے رہنے والے ہیں بلوچستان اور ایران کے راستہ پیدل مکہ معظمہ تک جانے کا فیصلہ کیا ہے پاسپورٹ حاصل کر لئے ہیں۔ ۲۰ میل روزانہ سفر کرنے کی صورت میں ڈیڑھ سال کے عرصہ میں پہنچ سکینگے۔

حکومت ہند کی طرف سے اعلان شائع ہوا ہے۔ کہ وزیر ہند اور سر میلکم ہیلی نے انفرادی حیثیت میں جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے روبرو جو شہادت دی ہے اس کے متعلق چونکہ مختصر بیانات بذریعہ تار ہندوستان میں موصول ہوئے اس لئے بعض حلقوں میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ وزیر ہند کے ساتھ خط و کتابت کے ذریعہ حکومت ہند اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ اس قسم کا کوئی مشورہ نہیں دیا گیا۔ کہ گورنروں کے سکرٹریوں کی حیثیت ایگزیکٹو کونسل کے ارکان کے ہم رتبہ ہو گی۔ زیر بحث مسئلہ صرف یہ تھا۔ کہ گورنروں کے لئے ایسے پرائیویٹ سکرٹریوں کی ضرورت لاحق ہو گی جو موجودہ عہدیداروں کے مقابلہ میں بہ اعتبار طوالت ملازمت زیادہ تجربہ کار ہوں اسی طرح سرکاری وزیر مقرر کرنے کے متعلق کوئی مشورہ نہیں دیا گیا البتہ کہا گیا ہے کہ ایسے صوبوں میں جہاں ایوان ثانی قائم کیا جائے گا۔ گورنر کو یہ اختیار دیا جائے۔ کہ وہ ایک ایسے شخص کو مقرر کر سکے جو منتخب نہیں ہو گا۔ بشرطیکہ اس امر کو اس کی وزارت کے بقیہ ارکان پسند کریں۔

گاندھی جی نے وائسرائے کو جو تار بھیجا ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مسٹر سیتہ مورتی مدراسی نے ۱۶ جولائی کو کہا میرے نزدیک سول نافرمانی کو دوبارہ شروع کرنے کے سوال کا فیصلہ کرنے میں گورنمنٹ کے رویہ کا خیال نہیں کرنا چاہئیے بلکہ اس تجویز کی اپنی خوبیوں یا نقائص کے مطابق اس کو منظور یا نامنظور کرنا چاہئیے۔ اس وقت اگر اجتماعی طور پر سول نافرمانی شروع کی گئی۔ تو وہ لازمی طور پر ناکام ہو گی۔

صدر امریکہ مسٹر روزویلٹ کے لڑکے نے اپنی بیوی کو جو ایک کروڑپتی کی لڑکی ہے۔ طلاق دینے کی درخواست عدالت میں دے دی ہے۔ طلاق کی وجہ انتہائی بدخلقی لکھی ہے۔ ان کی شادی گذشتہ ماہ جنوری میں ہوئی تھی۔

لارڈ نلسن کی ذاتی لاگ بک جس میں اس نے ٹریفالگر کی لڑائی سے ایک دن پہلے اپنے ہاتھ سے آخری اندراج کیا تھا۔ مسٹر رامزے میکڈانلڈ کے حکم سے قومی جائداد قرار دے دی گئی اور اسے برطانوی عجائب گھر میں رکھا گیا ہے۔

گاندھی جی نے وائسرائے کو ملاقات کے لئے جو تار ارسال کیا تھا۔ اس کے جواب میں پرائیویٹ سکرٹری نے ۱۷ جولائی کو ایک طویل تار دیا۔ جس میں لکھا۔ وائسرائے نے مجھے یہ جواب لکھنے کی ہدایت کی ہے کہ اگر حالات مختلف ہوتے تو وہ آپ سے بخوشی ملاقات کرنے کے لئے تیار تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ چند شرائط کے بغیر سول نافرمانی کو واپس لینے کے حق میں نہیں ہیں۔ اور انہی شرائط کے متعلق گفت و شنید کرنے کے لئے آپ ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اگر اس گفت و شنید کے نتیجہ کے طور پر کانگرس اور گورنمنٹ کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہ ہوا۔ تو کانگرس یکم اگست کو پھر سول نافرمانی شروع کر دے گی۔ آپ کو گورنمنٹ کی پوزیشن کے متعلق یاد دہانی کرانا غیر ضروری ہے۔ گورنمنٹ کی پوزیشن یہ ہے کہ سول نافرمانی بالکل غیر آئینی ہے اس لئے گورنمنٹ اسے واپس لئے جانے کی شرائط کے متعلق گفت و شنید کرنے کے لئے تیار نہیں۔ [illegible] اپریل ۳۲ء کو وزیر ہند نے ہوس آف کامنز میں اعلان کیا تھا۔ کہ کانگرس کا تعاون حاصل کرنے کے لئے کسی شرط کے طور پر کوئی سودا کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ گورنمنٹ نے بعد کے اعلانوں میں اپنی اس پوزیشن کو متواتر قائم رکھا ہے اگر کانگرس اپنی گذشتہ آئینی پوزیشن کو حاصل کرنے کے لئے اس تحریک کو جس نے ملک کو شدید نقصان اور تکالیف کا شکار بنایا ہے بند کرنا چاہتی ہے۔ تو اس کے لئے راستہ کھلا ہے۔ لیکن اگر کانگرس یہ قدم اٹھانے کے لئے تیار نہیں تو وائسرائے کے ساتھ ملاقات کا کوئی فائدہ نہیں۔ گاندھی جی نے اس کے جواب میں پھر تار دیا۔ کہ اگر میں عدم تعاون یا سول نافرمانی شروع کرتا ہوں۔ تو اس کا مقصد جبری تعاون اور اطاعت کی بجائے حقیقی اور رضاکارانہ اطاعت اور تعاون کرنا ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ ملاقات کے لئے میری درخواست منظور کر لی جائے گی مگر وائسرائے نے لکھا کہ موجودہ حالات میں ملاقات کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

مہاشہ راجپال پر حملہ کرنے والا مسلمان مسمی خدا بخش جسے سات سال قید سخت کی سزا ہوئی تھی۔ ۱۷ جولائی کو دہلی جیل سے رہا کر دیا گیا۔

دہلی سے ۱۷ جولائی کی خبر ہے کہ ڈاکٹر اقبال کی کشمیر کمیٹی میں شمولیت کے لئے مولوی احمد سعید مولوی کفایت اللہ اور مولوی حسین احمد کو دعوت دی گئی تھی۔ مگر انہوں نے کمیٹی میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی